روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۱۰ | بدھ ۶ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ ۱۸ ہجرت ۱۳۷۳ ہش ۱۸ مئی ۱۹۹۴ء

تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ جو موقع عطا فرمایا ہے اس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا کے بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ اپنا سب کچھ قربان کردو اور دنیا کو نظارہ دکھادو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں مگر محض خدا کے لئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردہ پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات، اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو کر دل اس کی طرف چلے آئیں۔ مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے اور اس کے خوشبودار درختوں اور دل کو تروتازہ کرنے والی بوٹیوں اور روشوں اور مصفا پانی کی بہتی ہوئی ندیوں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے، تو ہر ایک شخص کا دل چاہے گا کہ اس کی سیر کرے اور اس سے حظ اٹھاوے۔ اور اگر یہ بھی بتایا جاوے کہ اس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں، جو امراض مزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو اور بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ لوگ وہاں جائیں گے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوب صورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے، تو روح پورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دوڑتی ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص ۲۸۲)

اعلان

○ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۲۔ مئی ۹۴ء کو بیت اقصیٰ ربوہ میں نماز عید الاضحیٰ ادا کی جائے گی جس کا وقت سوا سات بجے (۷ ¼) مقرر کیا گیا ہے۔

○ تمام امراء کرام۔ صدر صاحبان اور مربیان سلسلہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہاں ۲۷۔ مئی یوم قدرت ثانیہ کی مناسبت سے اس دن کی اہمیت اور شان کے مطابق جلسے کرکے احباب جماعت کو ان کے فرائض سے آگاہ کریں اور پھر رپورٹ ارسال مرکز کریں۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

تعلیم القرآن

والدین کی ذمہ داری

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں۔
"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم رکھا"۔

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۳۔ فروری ۶۶ء ص ۴)

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی)

حقیقی خوشحالی عرفانِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

انسان کی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ وہ ایک ایسی خوشحالی حاصل کرے جس کے نتیجہ میں دائمی اور ابدی مسرتیں اور لذتیں اسے حاصل ہوں اس کے لئے اس نے ہمیں بھی تعلیم دی ہے اور (دین حق) کے ذریعہ ہم پر اس خوشحالی کی راہیں بھی کھولیں ہیں۔ (کلام الٰہی) کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حقیقی خوشحالی جو دائمی مسرتوں کا موجب ہوتی ہے عرفان الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت ہی ہے جس کے نتیجہ میں ہمیشہ کی خوشیاں انسان کو مل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جب حقیقی علم انسان کو ہوتا ہے تو اس کے دو معنی کئے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کا اس پر ظہور ہوا۔ اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کا اس پر ظہور ہوا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کا کسی انسان پر ظہور ہوتو اس کا دل اپنے رب کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے اور حقیقت اس پر آشکار اور نمایاں ہو جاتی ہے کہ خدا کا غضب ایک ایسی آگ ہے جو جلا کے رکھ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کا اس پر جلوہ ظاہر ہوتا ہے اور حسن کی تجلی اس پر ہوتی ہے تو اس کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ ان دو جلوؤں کے بعد وہ اپنے رب کو سچے معنے میں پہچاننے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے رب کی قدر جو اس کے دل میں ہونی چاہئے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ورنہ دوسروں کا تو یہ حال ہے کہ (اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح اس کا حق تھا) جنہوں نے اس کی ذات اس کے جلال اور جمال کا مشاہدہ نہیں کیا وہ اس کی قدر کو کیا جانیں لیکن جب ایک (فرمانبردار) اپنے رب کی جلالی اور جمالی صفات کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے اور اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ اس قادر و توانا کی ناراضگی ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جاسکتی تو تمام گناہوں سے وہ نجات پا جاتا ہے ہر اس چیز کے کرنے سے اس کی روح اور اس کا جسم کانپ اٹھتا ہے۔ جس کے کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم سے (-----) ناراض ہو جاؤنگا۔ غرض ایک ہی جلوہ جلالی صفات کا جب ظاہر ہوتا ہے تو ہر قسم کے گناہوں سے نجات دلاتا ہے۔ بشرطیکہ معرفت کامل اور ادھوری نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ کے حسن کو انسان دیکھتا ہے تو اس کی محبت سے دل لبریز ہو جاتا ہے اور اس محبت الٰہی کے سمندر میں وہ غرق ہو جاتا ہے اور محبت کی آگ جسمانی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ وہ ہر ممکن کوشش (اپنی فکر اور تدبر اور اپنے عمل سے) کرتا ہے کہ اپنے اس محبوب اور مطلوب کو اور اس کی رضا کو حاصل کرے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حقیقی لذت اور سرور خدا تعالیٰ کی محبت ہی میں ہے۔ تب وہ نجات پاتا ہے۔

(فرمودہ ۲۳۔ فروری ۱۹۶۸ء)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۱۸- ہجرت ۱۳۷۳ ھش ۱۸- مئی ۱۹۹۴

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

○ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

○ سوائے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

○ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے

○ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشے پر آکر جمع ہوتی ہیں اور ان کی حرارت اور حدّت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے پھر یکایک وہ کپڑا جل اٹھتا ہے۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے۔

○ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو چاہئے کہ متقی بن جاویں دوا بھی کریں اور دعا بھی۔ تنہائی میں بہت بہت دعائیں مانگیں۔ جن لوگوں نے گھمنڈ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہی ذلیل کیا۔ لکھا ہے کہ جالینوس کو اسہال کے بند کرنے کا بڑا دعویٰ تھا۔ خدا کی شان کہ وہ خود اسی مرض کا شکار ہوا۔ اسی طرح بعض طبیب مدقوق ہو کر اور بعض مسلول ہو کر اس دنیا سے چل دیئے۔

تم اپنی برتری کو انا میں نہ ڈھال دو
اچھے بنو ہر ایک کو اچھی مثال دو
کیا جانے کس جگہ پہ ہے کون اور کب نہیں
دل سے تصوراتِ کہ و مہ نکال دو

ابوالاقبال

○

یہ عجیب مرحلے ہیں، یہ عجیب امتحاں ہے
کبھی اضطرابِ دل ہے، کبھی ابتلائے جاں ہے

یہ دبی دبی سی آہیں، یہ تھمے تھمے سے آنسو
یہ کمالِ ضبطِ غم ہی تو مزاجِ عاشقاں ہے

تجھے کیا بتاؤں کیا ہے، غمِ دل بُری بلا ہے
یہ زمیں سُلگ رہی ہے، یہ جہاں دُھواں دُھواں ہے

کبھی دل نثارِ جاناں، کبھی جاں سپردِ یاراں
یہاں جان و دل ہیں ارزاں، یہ دیارِ عاشقاں ہے

ترے غم کا ہے سہارا، ترا غم ہے سب سے پیارا
جنہیں یہ نہیں گوارا وہ حدیثِ دیگراں ہے

تیری بزم تیری محفل ہے فروغِ دیدہ و دل
یہ حصارِ عاشقاں تھی، یہ حصارِ عاشقاں ہے

تھی جبینِ شوق میری، ہے جبینِ شوق میری
ترا سنگِ آستاں تھا، ترا سنگِ آستاں ہے

مجھے کوئی غم نہیں ہے، مری آنکھ نم نہیں ہے
یہ سکون کم نہیں ہے، نہ چمن نہ آشیاں ہے

یہ جو اِک خیال سا ہے تو ملے مُحال سا ہے
مجھے احتمال سا ہے کوئی اَور درمیاں ہے

ڈاکٹر محمود الحسن

ہمارے پاس دعا کا خزانہ ہے

جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک ایسا خزانہ ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے اور وہ خزانہ دعا کا ہے ہم نے ہمیشہ اس سے پہاڑ اڑتے اور سمندر خشک ہوتے دیکھے ہیں اس خزانہ کو مضبوطی سے پکڑو اور ہاتھ سے جانے نہ دو ورنہ اس کی مثال ایسی ہو گی جیسے کسی کو سونے کی کان ملے اور وہ اسے چھوڑ کر سمندر کے کنارے کوڑیاں چننے کے لئے چلا جائے۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

احمدی ہومیوپیتھ ہومیو دواؤں کو اثر کرتا دیکھ کر اللہ کی حمد کریں

جہاں صحیح تشخیص ہو وہاں بڑی طاقت کی دوا دینا غلط ہے

طاقت دوا میں نہیں بلکہ جسم میں ہے جس کو صحیح پیغام ملنا چاہئے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے احمدیہ ٹیلی ویژن پر ہومیو پیتھی کلاس میں مورخہ ۲۔ مئی ۱۹۹۴ء کو فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن۔ ۲ مئی۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے احمدیہ ٹیلی ویژن پر ہومیو پیتھی کی کلاس میں ہومیو دواؤں کے بارے میں بتایا۔

پلسٹیلا PULSATILLA

حضرت صاحب نے پلسٹیلا کے بارے میں ایک واقعہ بتایا کہ خاندان حضرت بانی سلسلہ کی کسی خاتون کو زچگی کے وقت سخت مشکل پیدا ہوئی۔ بچہ کی پوزیشن الٹی تھی۔ سر کی بجائے دھڑ کا حصہ سامنے تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں لاہور میں تھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی۔ سخت پریشانی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ میں نے فون پر یہ دوا پلسٹیلا بتائی کہ استعمال کرائیں۔ مریضہ سخت تکلیف میں تھی۔ درد دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں آ جا رہی تھی۔ جھٹکے لگ رہے تھے۔ یہ دوا استعمال کرانے سے فوری اثر ہوا۔ اور ولادت نارمل طریق سے ہو گئی۔ ایسے تجربات بارہا ہوئے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا مگر بعض اوقات یہ دوا بالکل اثر نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مریضہ کسی اور بیماری کی مریضہ ہے۔ پھر اس کے لئے کوئی مزاجی دوا تلاش کرنی چاہئے۔

حضرت صاحب نے فرمایا پلسٹیلا کی OPPOSITE دوا کیمو ملا CHA MOMILLA ہے۔ اس میں غصہ بہت ہوتا ہے بات بات پر بچہ بھڑک اٹھتا ہے۔ درد ہو تو غصے سے روئے گا۔ بعض بچے درد ناک طریقے سے روتے ہیں اور بعض غصے سے روتے ہیں۔ جب تک مزاج کے مطابق دوا نہ ہو پہلے کیمو ملا دینی ضروری ہے۔ یا تو وہی ٹھیک کر دے گی اور بچے کی پوزیشن ٹھیک ہو جائے گی یا اس کے بعد پلسٹیلا اثر دکھائے گی۔

کالی کارب KALI CARB

ایک دوا دوسری دوا کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً کالی کارب KALI CARB سے پہلے کاربو ویج دینا ضروری ہے۔ کالی کارب کا جوڑوں کی دردوں سے گہرا تعلق ہے۔ اگر مزاج کے مطابق دوا ہو تو اتنا زور جسم میں مارتی ہے کہ جسم میں مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی۔ کالی کارب سے رد عمل اگر ٹھیک ہو تو پہلے کاربو ویج سے شروع کریں۔ یہ نسبتاً نرم علامتوں کی دوا ہے۔ یہ مریض کو کالی کارب کے لئے تیار کر دے گی۔

حضرت صاحب نے فرمایا پرانی جوڑوں کے درد کے لئے کالی کارب احتیاط سے استعمال کریں ورنہ شدید رد عمل کا خطرہ ہے۔ اگر کمر سے درد باہر کی طرف جائے یا واپس جائے یا باہر کی طرف ٹانگوں میں جائے تو اس صورت میں کالی کارب بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔

ابراٹینم ABROTANUM

یہ وجع المفاصل (جوڑوں کے درد) میں پائی جاتی ہے۔ ایک انتقال مرض ایسا جو بھیس بدل لیتا ہے۔ بعض دفعہ بیماری ایسی جگہ بدلتی ہے کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ کسی مریض کو یہ دوا دینے سے بعض اوقات اسہال کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ اس کو نہ روکیں۔ اسی سے آرام آئے گا جب مریض آرام پائے گا تو اسہال کا علاج بھی اسی دوا سے ہو گا۔ اور اس کا جوڑوں پر بھی اور انتڑیوں پر بھی اثر ہو گا سوکھے کے مریض کا بھی اسہال سے تعلق ہے۔ ایسا سوکھا جس کا ذکر ابراٹینم میں ملتا ہے اس میں کوئی ایسا زہریلا مادہ پیدا ہو رہا ہوتا ہے جو جوڑوں میں درد کرنے والا ہے۔

سوکھے کی چار دوائیں

۱۔ نیٹرم میور NATRUM MUR
۲۔ ابراٹینم ABROTANUM
۳۔ ایکٹیا ریسی موسا (سی سی فیوگا) ACTEARAC
۴۔ ایتھوزا AETHUSA

یہ سب سے اہم اور ضروری دوا ہے۔ اس میں اسہال نہیں لگتے یہ نمایاں بات ہے۔ اکثر سوکھے میں اسہال کی شکایت ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ قبض کی علامت اتنی سخت ہوتی ہے کہ ڈاکٹروں نے نوزائیدہ بچے کے بارے میں سوچا کہ شاید نالی ہی نہیں بنی۔ اس کے علاوہ بچہ کچے دودھ کی الٹیاں کرتا ہے۔ یہ دوسری علامت ہے کہ ایتھوزا کا مریض بچہ دودھ پیتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف ستھرا دودھ بغیر پھٹے الٹ دیتا ہے۔ اور پھر فوراً روتا ہے کہ اور دودھ دو۔

ایکٹیا ریسی موسا (سمیسی فیوگا)

سب سے بڑی اور ممتاز علامت یہ ہے کہ عورتوں کی بیماریوں میں جب مینسز جاری ہوتے ہیں تو اکثر بیماریوں کو آرام آ جاتا ہے۔ جب نہ جاری ہوں تو سر پر دباؤ اور دردیں ہوتی ہیں۔

نیٹرم میور اس میں کمر میں شدید درد۔ اگر نیٹرم میور وقت پر دیں تو کھل جاتا ہے اور آرام آتا ہے۔

اس کا تعلق رس ٹاکس RHUS TOX سے بھی ہے اور برائیونیا BRYONIA سے بھی بعض علامات ملتی ہیں۔ اگر مزاج سمجھتے ہوں تو سمیسی فیوگا کام آئے گی اس کا مرض دماغ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اگر مینسز رکیں گے تو تکلیف کم ہوتی ہے۔ مگر دماغ کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ یہ علامت بڑی نمایاں ہے۔ غم کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ ایسی بچی جو گم سم ہو۔ گہرا غم کا تاثر دے۔ خاموش سی ہو گئی ہو۔ زندگی میں دلچسپی نہیں لیتی۔ یہ بیماری کے اثر سے ہوتا ہے۔ ایک اور ضروری علامت یہ ہے کہ اعصاب پھڑکتے ہیں۔ جہاں کمزوری ہو۔ بعض میں ایک طرف مسلسل پھڑکتی ہے اس میں اعصاب پھڑکنے کا رس ٹاکس سے مشابہ ہے۔

اس کے لئے مزاج شناسی ضروری ہے۔ دوا کی بھی اور بیماری کی بھی۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایسی میٹھی گولیاں جن میں کوئی اثر بظاہر نہیں آتا بڑا مؤثر اثر دکھاتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دوا میں طاقت نہیں جسم میں طاقت ہے جسم کو صحیح پیغام مل جائے تو مریض کو اگر موت کا حکم نہ ہو تو جسم خود ٹھیک کر سکتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا احمدی ہومیو پیتھ دواؤں کا حیرت انگیز اثر دیکھیں تو خدا کی حمد کریں۔ پیچیدہ بیماریوں کو قابو کرنے کے لئے بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک کوششیں کرتے ہیں۔ اور ہومیو دوا ایسی قوت سے درست کرتی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ اللہ نے شفا کا نظام باریک اور پیچ در پیچ بنایا ہے اگر جسم دشمن کو پہچان لے تو جسم کا دشمن بچ کر نہیں جا سکتا۔

ہومیو سسٹم کس طرح کام کرتا ہے

حضرت صاحب نے فرمایا یہ سسٹم میں دوبارہ بتاتا ہوں اس طرح کام کرتا ہے کہ اگر آپ کے جسم پر ایک بیماری نے قبضہ کر لیا ہے تو اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جسم کا دفاعی نظام اچانک حملے سے متحرک نہیں ہو سکا۔ جو معین پیغام اسے ملنا چاہئے تھا کہ فلاں خلیے بناؤ اور فلاں عضو کی طرف بھیجو۔ وہاں یہ کام نہیں ہو سکا۔ ہومیو ایک زہر کو جسم کو بیدار کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہم کو پتہ ہے کہ یہ زہر استعمال کرنے سے فلاں فلاں علامتیں ظاہر ہوں گی تو اس زہر کے خفیف سے استعمال سے جسم کا دفاعی نظام بیدار ہو جائے گا۔ ہومیو پیتھی کا مطلب ہے ملتی جلتی چیزوں سے علاج۔

حضرت صاحب نے فرمایا آئسو پیتھی سے مراد ہے اسی چیز سے علاج۔ ہومیو کو یہ علم نہیں ہے کہ کون ساز ہر کام کر رہا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ابھی ایسی مشینیں ایجاد نہیں ہوئیں کہ یہ پتہ چلایا جا سکے کہ کون ساز ہر ہے جو حملہ کر رہا ہے۔ جگر خراب ہے تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اصل کمزوری کیا تھی۔ ہم فرض کرتے ہیں اور جس مریض کو ہم جانتے ہیں اس کے ملتے جلتے زہر کو پہچان رہے ہیں اس کو چند خوراکیں یا ایک ہی خوراک جسم کو مطلوبہ پیغام پہنچا دیتی ہے کہ تمہارے جسم پر ایسا حملہ ہو رہا ہے۔ جتنی ہلکی دوا ہو اتنا ہی طاقتور اثر دکھاتی ہے۔ کوئی ایسا نظام ہے جو خلیوں کو حکم دیتا ہے۔ یہ سارا نظام روحانی ہے۔ کوئی ایسی چیز ہے جو جسم پر آخری رنگ میں حکومت کرتی ہے اگر روح میں یہ صلاحیت نہ ہو کہ جسم کے غلام خدمت گار اس سے فائدہ اٹھا سکیں تو ہومیو پیتھی بالکل بے کار ہے اس لئے اندرونی سوچ کو بیدار کریں جسے روح کہتے ہیں تو جسم

باقی صفحہ ۵ پر

تعارف کتب

مولانا عبدالباسط شاہد

کشمیر کی کہانی

آج کل مسئلہ کشمیر عالمی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور کشمیری مسلمان اپنی مسلسل قربانیوں کی وجہ سے ظلم و بربریت کی ایک لمبی تاریک رات کو صبح آزادی میں تبدیل کرنے کی منزل کے نزدیک پہنچ رہے ہیں۔

"کشمیر کی کہانی" چوہدری ظہور احمد کی تصنیف ہے جس میں کشمیر کی آزادی اور بے بس و مجبور کشمیریوں کو ان کے حقوق دلانے کی تحریک کے آغاز کا ذکر ہے۔ اس کتاب کے "پیش رس" میں ہمارے کہنہ مشق صحافی و شاعر جناب ثاقب زیروی لکھتے ہیں۔

"...... قیام پاکستان اور ریاست (جموں و کشمیر) کے ایک حصہ پر بھارت کے بالجبر قبضے کے بعد وادی کشمیر کے جو رہنما یا سیاسی کارکن پاکستان آئے ان میں سے بعض نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا یا کہا ان تحریروں یا تقریروں سے بھی اس بے کسی کی صحیح تصویر کھینچتی ہے جس کے خونی شکنجے میں مسلمانان کشمیر صدیوں سے جکڑے چلے آرہے ہیں اور نہ اس بربریت و بہیمت ہی کا اصل خاکہ نگاہوں کے سامنے آتا ہے جس کا وہ ایک زمانہ سے نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ شاید اس لئے کہ ان تمام کتب اور سوانحی خاکوں میں لکھنے والوں نے مسئلہ زیر بحث سے کہیں زیادہ اپنے آپ کو پیش نظر رکھا ہے اور بعض نے تو خودستائی کی اس مہم میں اس بات سے بھی گریز نہیں کیا کہ اپنے آپ کو سب سے نمایاں ثابت کرنے کے لئے اپنے دوسرے تمام رفقائے کار کی ملی خدمات کے چہروں پر بدظنی کا کالک مل دیا۔ ان میں سے بیشتر کی نگارشات "میں" سے شروع ہو کر "میں" ہی پر ختم ہو جاتی ہیں...... ان تمام موضوعات سے یہ لیڈر لوگ شاید اس لئے پہلو تہی فرماتے رہے کہ اتنے بڑے پھیلاؤ اور تجزئے کے بعد ان کا اپنا دامن کچھ زیادہ بھرا ہوا دکھائی نہ دے سکتا تھا۔ ان کی شخصیت ان کے حسب خواہش نمایاں نہ ہوتی تھی۔ اس لئے ان کی مصلحت اندیشیوں نے ان تمام مراحل سے پہلو بچا کر ہی گزر جانے میں عافیت سمجھی۔ لیکن جو باتیں دلوں اور روحوں پر نقش ہوں کیا وہ بھی کبھی نظر انداز ہوئی ہیں۔ کبھی لفاظیوں سے بھی خلوص نیت اور حسن عمل کے خلا پر ہوئے ہیں۔ کیا کبھی سیاست انسانیت دوستی کی آب و تاب کو بھی ماند کر پائی ہے۔ چنانچہ آج وہ تمام مراحل۔ وہ تمام مساعی وہ تمام پرخلوص سرگرمیاں "کشمیر کی کہانی" کے روپ میں ہمارے سامنے ہیں۔ جن کی روشنی میں ہر غیر جانب دار اور نیک نیت قاری بآسانی آغاز جدوجہد آزادی کشمیر کے مالہ وماعلیہ سے آگہی حاصل کر سکتا ہے کہ اس ایوان حریت پسندی کی نیو کس نے رکھی۔ اس کی بنیادوں میں سب سے پہلے کس فرد۔ جماعت یا ادارے کے بے لوث قربانیوں اور جاں نثاریوں کا چونا گارا کھپا اور آج جس جدوجہد کا ہر پہلو عالمی بلکہ تاریخی حیثیت حاصل کئے ہوئے ہے اس کی شریانوں میں دوڑنے والے خون کی آب و تاب کن دردمند انسانیت دوستوں کے حسن ایثار و عمل کی مرہون منت ہے"۔

کشمیر کی کہانی خواجہ غلام گلکار انور اور شیخ محمد عبداللہ کی کشمیری نوجوانوں میں جذبہ حریت پیدا کرنے کی ابتدائی کوشش سے شروع ہوتے ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام اور اس کی خدمت اور ان سے حاصل ہونے والے مفید نتائج اور پھر کشمیریوں کے اتحاد و ترقی کو سبوتاژ کرنے کے لئے ڈوگرہ اور ہندو سازش سے ان کے ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کے واقعات کو بیان کرتی ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری ظہور احمد تحریر کرتے ہیں۔

"...... فیصلہ ہوا کہ ایک "آل انڈیا کمیٹی" بنائی جائے...... اب مرحلہ اس کمیٹی کے مدار المہام کے انتخاب کا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ امام جماعت احمدیہ کے دائیں ہاتھ ایک ہی صوفہ پر ڈاکٹر سر محمد اقبال بیٹھے تھے اور دائیں طرف دوسرے صوفہ پر نواب سر ذوالفقار علی تھے اور امام جماعت احمدیہ کے بائیں طرف پہلے خواجہ حسن نظامی اور ان کے بعد نواب صاحب آف کنج پورہ تھے پھر بقیہ معززین جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے تجویز کیا کہ اس کمیٹی کے صدر امام جماعت احمدیہ ہوں۔ ان کے وسائل۔ مخلص اور کام کرنے والے کارکن۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ان سے بہتر اور کوئی آدمی ہمارے پاس نہیں۔ خواجہ حسن نظامی نے فوراً اس کی تائید کی اور سب طرف سے "درست ہے" "درست ہے" کی آوازیں آئیں"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے تامل پر ڈاکٹر سر محمد اقبال نے امام جماعت کو مخاطب کر کے پنجابی میں فرمایا "حضرت صاحب جب تک آپ اس کام کو اپنے ہاتھ میں صدر کی حیثیت سے نہیں لیں گے یہ کام نہیں ہو گا"۔

اس کمیٹی کو شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ مسلم پریس نے خوب تعاون کیا۔ مسلم لیڈر اس اہم مسئلہ پر متفق ہو کر منزل کی طرف رواں دواں تھے مگر آزادی کشمیر کی تحریک کو نقصان پہنچانے والوں نے فرقہ وارانہ صورتحال پیدا کر کے اس اتحاد و اتفاق کو ختم کرنے کے لئے طرح طرح کی ریشہ دوانیوں سے کام لیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تاہم کشمیریوں کی مدد دامے درمے سخنے برابر جاری رکھی۔ اس کتاب کا مطالعہ بہت معلومات افزا۔ دلچسپ اور تاریخ کے تاریک گوشوں کو روشن کرنے والا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۰۔ مئی ۱۹۹۴ء)

شکریہ کے ساتھ

کس نے کیا کہا

جناب ارشاد احمد حقانی صاحب ریذیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ جنگ لاہور، اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

ارشاد احمد حقانی

پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ واریت کا عفریت ایک عرصے سے زبردست اودھم مچائے ہوئے ہے اور ہماری قومی زندگی میں زہر گھول رہا ہے۔ میں گزشتہ کئی سال سے وقتاً فوقتاً اس جن کی تباہ کاریوں اور خون آشامیوں کی طرف توجہ مبذول کراتا رہا ہوں۔ اس کالم کے پرانے قارئین کو یاد ہو گا کہ ایک دفعہ میں نے اپنے سفر بہاولپور کا احوال سناتے ہوئے یہ ذکر کیا تھا کہ جب میں نے نماز پڑھنے کے لئے ایک گلی میں کھیلتے ہوئے بچوں سے مسجد کا پتہ پوچھا تو ننھے منے بچوں نے برجستہ کہا کہ اگر آپ نے بریلویوں کی مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو وہ سامنے ہے، دیوبندیوں کی مسجد ساتھ والی گلی میں ہے اور اہلحدیثوں کی مسجد اس سے بھی دور واقع ہے۔ میں نے بچوں سے صرف مسجد کا پتہ پوچھا تھا لیکن انہوں نے از خود مسجدوں کی تفریق و تقسیم کا پورا احال بیان کر دیا۔ میں نے اس وقت لکھا تھا کہ گلی میں کھیلنے والے بچوں کے اندر بھی یہ "شعور" پیدا ہو چکا ہے کہ بریلویوں کی مسجد اور ہوتی ہے، دیوبندیوں کی اور، اور اہلحدیثوں کی اور۔ اسے میں نے ایک انتہائی خطرناک علامت قرار دیا تھا اور علمائے کرام سے اپیل کی تھی کہ اس صورتحال کے خطرناک مضمرات کو سمجھیں اور لوگوں میں مذہبی فرقہ واریت کا زہر پھیلانے سے گریز کریں۔ اس وقت جنرل ضیاء الحق کا مارشل لاء پورے عروج پر تھا۔ اور میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ جنرل ضیاء الحق جس قسم کی مذہبیت کے علمبردار اور پرچارک ہیں اور جیسی اسلامائزیشن وہ نافذ کر رہے ہیں اس سے مثبت نتائج تو بہت کم نکل رہے ہیں اور معاشرے میں سچی اسلامی تعلیمات کا بول بالا تو بہت کم ہو رہا ہے البتہ مذہبی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ مناقشت کا زور بڑھ رہا ہے۔ بدقسمتی سے آج یہ کیفیت ہمیشہ سے بڑھ کر سنگین اور گھمبیر ہو چکی ہے۔ اہلسنت کے مختلف فرقوں کے مولویوں کے درمیان بھی لڑائی جھگڑے عروج پر ہیں اور ان کے سادہ لوح اور خوش عقیدہ پیروکاران کے زیر اثر اپنے ہی ہم مذہبوں سے جگہ جگہ لڑ رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے حالیہ سالوں میں شیعہ سنی تنازعات میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا جب سنیوں کی کسی مسجد یا شیعوں کی کسی امام بارگاہ پر حملے کی کوئی خبر نہ آتی ہو۔ علماء تو دونوں طرف کے قتل ہو رہے ہیں لیکن حالیہ ہفتوں میں بہت سی امام بارگاہوں پر حملوں کی خبریں تسلسل سے آئی ہیں۔ سرگودھا، وہاڑی، جہلم، شورکوٹ، لاہور اور مظفر گڑھ سے شیعہ سنی کشیدگی اور اس کے مظاہرے کی خبریں آئے دن موصول ہو رہی ہیں۔ کسی بھی فرقے کو مورد الزام ٹھہرائے بغیر ہم پاکستان کے جملہ شیعہ اور سنی علمائے کرام سے دردمندانہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ خدارا اس فرقہ وارانہ آگ کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلکی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کا گلا کاٹنا نہ صرف تعلیمات اسلام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا بلکہ ان تعلیمات کی عین ضد ہے۔ قرآن حکیم تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ کافروں سے بھی مذہب کے معاملے میں جھگڑا نہ کرو بلکہ "لکم دینکم ولی دین" کا راستہ اختیار کرو یعنی "تم اپنے دین پر قائم رہو اور مجھے اپنے دین پر قائم رہنے دو"۔ جب کفار کے بارے میں یہ حکم ہے تو مختلف مسلک رکھنے والے اسلامی فرقوں سے مذہبی اور فقہی اختلاف کی وجہ سے دنگا و فساد کا مرتکب ہونا کسی طرح قرین دانش نہیں ہے۔ اقبال نے اسی حالت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا تھا:

دین کافر فکر و تدبیر جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارا معاشرہ فی سبیل اللہ فساد کا بدترین نقشہ پیش کر رہا ہے اور پاکستانی معاشرہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے میدان جنگ بن چکا ہے۔

ہم صرف شیعہ سنی یا بریلوی دیوبندی اختلافات کی پیدا کردہ تلخی اور کشیدگی کی گرفت میں ہی نہیں ہیں، مذہبی انتہا پسندی اور بھی طرح طرح کی شکلیں اختیار کر رہی ہے۔ بعض ایسے غیر مسلموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے جن کے مقدمات الزامات کی تحقیقات کے لئے عدالتوں میں زیر سماعت تھے۔ حکومت نے توہین رسالت کے قانون میں دو تبدیلیاں کرنے کا فیصلہ کر کے درست سمت میں قدم اٹھایا ہے کیونکہ اس قانون کا غلط استعمال کیا جا رہا تھا۔ توہین رسالت کی زیادہ سے زیادہ سزا ملنی چاہئے لیکن عدالتوں کے ذریعے اور قانون کے مطابق۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت اسلام دیتا ہے نہ ملکی قانون۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ بعض علمائے کرام علی الاعلان یہ فتویٰ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے کہ توہین رسالت کا الزام عدالتوں کے ذریعے ثابت ہونے کی انتظار کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور جب بھی اور جہاں بھی توہین رسالت کا الزام سامنے آ جائے فوراً کارروائی کر دینی چاہئے۔ مذہبی انتہا پسندی کن خطرناک حدوں کو چھو رہی ہے اور عوام کس طرح اس کے زیر اثر آ چکے ہیں اس کا اندازہ گوجرانوالہ میں رونما ہونے والے واقعہ سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ حافظ سجاد نے قرآن پاک کی بے حرمتی دانستہ کی تھی یا نہیں کی تھی اس کی تحقیق کی نوبت آنے سے پہلے ہی چند لوگوں کے الزام لگانے اور شور مچانے کی وجہ سے اس کو سنگسار کر دیا گیا اور اس کے جسم کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ کیا یہی تعلیم اسلام ہے؟ کیا دین اس قسم کی حرکات کی اجازت دیتا ہے؟ کیا ملکی قانون اس طرح قانون کی دھجیاں بکھیرنے کو جائز قرار دیتا ہے؟ ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ اس قسم کے واقعات سے کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں مذہبی انتہا پسندی کس طرح جنون کی حدوں کو چھونے لگی ہے۔ دین بندے اور خدا کے درمیان ایک معاملہ ہے اور دلوں اور نیتوں کا حال صرف اللہ جانتا ہے لیکن ہمارے بعض نام نہاد علماء نے فتویٰ سازی کی مشینیں نصب کر رکھی ہیں اور تھوک کے حساب سے اپنے مذہبی مخالفین کو کافر قرار دے رہے ہیں اور ایسا کرتے وقت وہ بزعم خود دین کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ سوچ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے ہاں مذہب کو سیاسی مقاصد کے لئے جس طرح وسیع پیمانے پر اور طویل عرصے تک استعمال کیا گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین کی ارفع قدروں اور اعلیٰ تعلیمات کے فیوض و برکات تو ہمیں حاصل نہیں ہوئے، معاشرے میں تحمل و برداشت کا دور دورہ تو نہیں ہوا، عدل اجتماعی کا کوئی اہتمام نہیں ہوا، محروم اور پسماندہ طبقات کی حالت بہتر بنانے کے لئے کوئی قابل ذکر کوشش نہیں ہوئی لیکن مذہب کے نام پر اپنے ہی بھائیوں کا گلا کاٹنے کی روایت پختہ سے پختہ تر اور وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بدقسمتی سے بعض

باقی صفحہ ۶ پر

میاں محمد ابراہیم

تعلیمی نشیب و فراز

جب تک انگریز متحدہ ہندوستان میں رہے۔ انگریزی زبان پڑھنا اور سیکھنا ہمارا اوڑھنا بچھونا رہا۔ اور یہ تھا بھی ضروری۔ کیونکہ کاروبار سلطنت۔ سرکاری و غیر سرکاری معروف ادارے اسی زبان کو اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ بناتے تھے۔ سکولوں اور کالجوں میں انگریزی ہی ذریعہ تعلیم تھا۔ اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ کسی بھی جگہ ملازمت ملنا۔ انگریزی میں مہارت۔ اور اس میں بے تکلف بات چیت کرنے کے ملکہ پر منحصر تھی۔ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے جس زمانہ میں راقم الحروف سکول میں پڑھتا تھا۔ انگریزی اور رائج انگریزی زبان اپنے جوبن پہ تھی۔ موجودہ نسل کے تعلیمی اداروں سے منسلک اساتذہ برا نہ مانیں تو یہ بات بھی کہہ دوں کہ اساتذہ میں فرض شناسی کا جذبہ قابل تعریف اور قابل تقلید تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کا معیار بھی نسبتاً بلند اور اعلیٰ تھا۔ طلباء تو لازماً (اپنے پر قیاس کروں تو) زیادہ دلچسپی اور شوق سے پڑھتے تھے۔ شاید اس کا ایک معاشرتی اور ثقافتی سبب۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا اس وقت تک معرض وجود میں نہ آنا بھی ہو کیونکہ تعلیمی اداروں کے غیر نصابی مشاغل محض انگریزی میں دسترس حاصل کرنے کی تگ و دو تک محدود تھے۔ تعلیمی انحطاط کا ایک باعث فی الوقت طلباء کا ذرائع ابلاغ سے غیر معمولی انہماک۔ ہمہ وقت کہوں تو زیادہ صحیح ہو گا۔ چند گھنٹے سکول یا کالج سے واپس گھر آکر طلباء اور طالبات جس طرح چپکتے ہیں۔ انگریزی کا لفظ استعمال کروں تو glued۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دنیا میں سوائے ٹیلی ویژن۔ بالخصوص ڈرامہ دیکھنے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔ مرد تو کام پر ہوتے ہیں۔ اور کاروباری مصروفیات۔ روزی کمانے اور بڑھی ہوئی ضروریات زندگی کے حصول میں پریشان ذمہ دار گھریلو مائیں جو اس بات کو محسوس کر کے ان کی بچی یا بچے اپنے تعلیمی اداروں سے متعلق پڑھنے لکھنے میں اپنا وقت صرف کرنے کی بجائے۔ ٹیلی ویژن کے ڈراموں میں منہمک ہیں۔ حتی کہ بعض اوقات نماز کا وقت بھی بالخصوص عشاء کا تنگ ہوتا جاتا ہے گاہے گاہے پہلے دھیمی آواز اور نرم لہجے بھی۔ اور بچوں کو ان کے اصل فرائض کی طرف وقت کے گزرتے اور ضائع ہوتے دیکھ کر بعض دفعہ سختی سے۔ ٹیلی ویژن سے ہٹانے کا فرض ادا کرتی ہیں۔ لیکن ان کی تادیب اتنی کارگر اور موثر ثابت نہیں ہوتی۔

مجھے کھیلوں سے ذاتی طور پر بہت دلچسپی ہے۔ اور یہ مرض ورثہ میں میرے بچوں اور ان کے بچوں تک بھی پہنچا ہے۔ اگر یہ محض تفریحی شوق تک محدود ہو تو ایک صحت مند مشغلہ ہے کرکٹ کے حوالہ سے ہی کہوں تو بچوں کو یہ بین الاقوامی کھیلوں کے کوائف سے آج سے پہلے کی تیسری نسل کی نسبت زیادہ تفصیل و صراحت سے معلوم ہیں۔ البتہ مجھے اس حقیقت سے ہم آہنگ بہت ہی مشکل نظر آتا ہے کہ اکثر پروگرام چونکہ اردو میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ انگریزی باوجود بدیشی زبان ہونے کے بین الاقوامی نوعیت کی حامل ہے بلکہ خود ہمارے دیس کے اعلیٰ دفتری اور سرکاری اداروں کا جزو لاینفک ہے ایف اے۔ ایف ایس سی کے بعد ڈاکٹری میں جانا ہو یا انجینئرنگ یا ایسے ہی کسی اچھی لائن یا اعلیٰ ادارہ میں۔ انگریزی پر عبور حاصل کرنا ناگریز ہے۔ لیکن مجھے ذہنی طور پر جو چیز پریشان کرتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس حقیقت کو جانتے بوجھتے ہوئے۔ ہم کالجوں میں انگریزی کے مضمون میں پاس ہونے کی اوسط تو بڑھا نہیں سکتے۔

میں سکول کی بات نہیں کر رہا۔ وہاں تو امتحانی سوالات کا ایک خاص پیٹرن بن چکا ہے۔ کہ ایک طرز کے چند سوال۔ کتاب اور کمپوزیشن (دونوں پرچوں میں ہر دوسرے تیسرے سال دے دئے جاتے ہیں۔ جن کو guess کرنا اساتذہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ مزید برآں نظم کے حصہ میں سے تو چند متوقع Summaries یاد کر لینے سے ہی طلباء اس کے Stanzas کی تفاصیل یاد کرنے کی زحمت سے بچ جاتے ہیں۔ میٹرک کے طلبا اور طالبات کو ان کے استاد کہہ دیتے ہیں کہ نظموں کا متن یاد کرنے کی قطعاً" ضرورت نہیں۔ صرف ان کے خلاصے ازبر کرلیں۔ یہی حال ایف اے میں ہے۔ پوئٹری کے سوال میں choice ہوتا ہے "سٹینزا" کی تشریح کر لیں یا نظم کی سمری دیدیں۔ ایسی صورت میں کوئی سرپھرا ہی ہو گا جو محض متوقع "سمریز" ہی یاد نہ کرے۔ کالجوں میں بھی اساتذہ باقاعدہ "ٹیکسٹ" پڑھانے کا اہتمام نہیں کرتے۔ اور اکثر جگہ پڑھاتے بھی ہیں تو بجائے Direct Methad کے۔ اردو میں ہی۔ میں نے اوپر اپنے طالب علمی کے زمانہ کی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں چوتھی جماعت سے ہی انگریزی میں بات کرنے کی مشق کروائی جاتی تھی۔ اور زبانی بات چیت ہمارے نصاب کا ایک اہم جزو ہوا کرتی تھی۔ چوتھی جماعت سے انگریزی ایک لازمی مضمون کے طور پر پڑھی جائے۔ اور پڑھی بھی انگریزی میں۔ یعنی اردو کا سہارا لئے بغیر۔ تو دسویں تک پہنچتے پہنچتے۔ ایک طالب علم انگریزی سے مانوس کیوں نہ ہو جائے۔ انگریزی کافروں کی زبان ہی سہی۔ لیکن اسے "دیس نکالا" دینے کے مزعومہ پروگراموں کے باوجود۔ حقیقتاً ملک کو اس کی ضرورت ہے اور باشعور طبقہ کو اس امر کا پورا پورا احساس ہے کہ انگریزی کو ملک میں کچھ وقت تک رائج رکھنے کی از بس ضرورت ہے فی الوقت نہ یہ نگلی جاسکتی ہے نہ اگلی تو پھر اسے نیک نیتی سے پوری توجہ سے پڑھا اور پڑھایا کیوں نہ جائے۔ آخر میں ایسے عزیزوں اور دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ بھی کہہ دوں جو B.B.C باقاعدہ سننے کے عادی نہیں کہ کبھی کبھی لندن سے ابتدائی انگریزی پڑھنے پڑھانے کے بارہ میں تفصیلی پروگرام نشر ہوتا ہے۔ اس کو سننا انگریزی سیکھنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے لیکن چلتے چلتے ایک اور ضروری بات بھی بتلاتا چلوں۔ اگر انگریزی کے مضمون میں پاس ہونے کے اوسط فیصد۔ جو اس وقت تکلیف دہ حد تک کم ہے۔ تکلیف دہ ہی نہیں شرمناک حد تک۔ تو پھر اس کو بہتر بنانے کے لئے انگریزی کو سکولوں اور کالجوں میں Driect methad پڑھانے کے علاوہ کلاس میں اپنے سامنے طلبا سے لکھوانے کی عادت بھی ڈالیں۔ اور اگلی ضروری بات۔ جو اساتذہ کے مفاد کے لازماً خلاف ہے اور میں اسے ملک کی تعلیمی اور علمی ترقی کے لئے لازمی اور حتمی سمجھتا ہوں۔ یہ ہے کہ لیکچرر صاحبان جو کچھ کلاس میں لکھوائیں اسے check بھی کریں۔ یہ کام وقت لیتا ہے اور لے گا۔ نسبتاً طلباء کی کاپیاں دیکھنا ان سے وقت کی قربانی چاہتا ہے۔ کیونکہ سکول اور کالج میں جو انہیں تنخواہ ملتی ہے۔ وہ تو محض Base کے طور ایک مستقل لیکن نسبتاً" ایک کمتر معاوضہ ہے۔ اصل آمد تو اس ٹیوشن سے ہوتی ہے جو ادارہ کے اوقات کے بعد دس پندرہ کے مجمع سے آتی ہے۔ اب زمانہ ایک اسی روش پر چل پڑا ہے جو موجودہ مادی دور کا لازمہ ہے۔ کوئی ماہر تعلیم اس پر روشنی ڈالیں تو میں ممنون ہوں گا۔

بقیہ صفحہ ۳

مقابلہ کرے گا۔

حضرت صاحب نے فرمایا اس میں صرف ایک استثناء ہے وہ یہ ہے کہ اکانومی ECONOMY اتنی ہونی چاہئے کہ مقابلہ ہو سکے۔ اگر اکانومی کمزور ہو اور حملہ امیر ملک کی طرف سے ہو تو بوڑھے بچے سب لڑا دیں گے مقابلہ بھی ٹھیک ہو گا لیکن اگر جسم کمزور پڑ چکا ہو تو مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

حضرت صاحب نے فرمایا ذہین ہومیوپیتھ دوسروں کو ڈراتے ہیں کہ جہاں صحیح تشخیص ہے تو بڑی طاقت کا استعمال غلط ہے۔ اگر سل کے مریض کے پھیپھڑے بالکل گلے ہوئے ہوں اور جسم مقابلہ کرنے کا حکم دے دے تو پھیپھڑوں کی حالت مقابلہ کرنے کی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں بعض اوقات وہ مریض جو ہو سکتا ہے سال بھر زندہ رہتا وہ ایک ہی رات میں ختم ہو جائے گا۔ خون کی ڈو چار الٹیاں آئیں گی اور بات ختم۔ اب دوا اور علاج درست تھا مگر جسم کی اکانومی درست نہ تھی۔ لیکن اگر مرض اتنا بڑھا ہو تو ہومیو دوا حیرت انگیز اثر دکھائے گی۔

حضرت صاحب نے فرمایا ایک بار میں نے سل کے مریض کو مرک سال MERCURIUS SOL دی۔ یہ بہت وسیع اثر دوا ہے۔ حالانکہ سل کے مرض میں اس دوا کا نام نہیں آتا۔ لیکن اس کا مزاج ملتا تھا۔ بار بار یہی نام آتا تھا۔ ایسی پرانی کھانسی جہاں بلغم نیچے بیٹھا ہو۔ چنانچہ میں نے مرک سال اور کالی فاس دی۔ چند ماہ کے علاج سے اتنا فائدہ ہوا کہ پھیپھڑوں کی CAVATIES بھر گئیں۔ ایکسرے کروایا گیا تو کیویٹیز کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔

حضرت صاحب نے فرمایا سل کا دائرہ اثر وقت کے لحاظ سے دو سال تک پھیلا ہوا ہے اس لئے اگر علاج اچھا اثر بھی کرے تو جلد بند نہ کریں۔ دو سال تک علاج کریں۔ تب مستقل شفا حاصل ہو گی۔

کمبوڈیا / پھر بدامنی

معلوم ہوتا ہے کمبوڈیا کی قسمت میں امن نہیں لکھا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں جب ویت نامی فوجوں نے کمبوڈیا کو خالی کیا تو یہاں باغی گروپ کھیمر روج کے نام سے متحرک ہو گیا۔ آخر کار کئی سالوں کی گفتگو کے بعد کھیمر روج کو مذاکرات کی میز پر بٹھایا گیا۔ عام انتخابات کا سلسلہ چلا۔ انتخابات بھی ہوئے۔ نئی حکومت نے پرنس سہانوک کی قیادت میں حکومت بنائی اور امید ہو چلی تھی کہ دو دہائیوں سے بدامنی کے شکار اس ملک میں امن قائم ہو سکے گا۔ لیکن کھیمر روج راضی نہ ہوئے۔ نئی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی انہوں نے گڑ بڑ دوبارہ شروع کر دی ہے۔ اور اب یہ کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ ۶۰ ہزار کمبوڈین باشندے

باقی صفحہ ۷ پر

آڈیالوجی

ہمارے ملک کے کسی ہسپتال میں یہ شعبہ موجود نہیں

پاکستان میں اس کے صرف تین ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء محمود اس شعبے کی اہمیت بتاتے ہیں

کچھ واقعات انسان کی زندگی میں ایسے آتے ہیں جو اس کی سوچ کا دھارا یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں بڑی بہن اور چھوٹے بھائی کو قوت سماعت سے محروم دیکھا تو ضیاء محمود نے ارادہ کر لیا کہ وہ ڈاکٹر بن کر قوت سماعت سے محروم لوگوں کا علاج کریں گے۔ ڈاکٹر ضیاء محمود نے ۱۹۸۴ء میں پنڈی میڈیکل کالج سے گریجوایشن کی ۱۹۹۰ء میں انہوں نے ENT میں پوسٹ گریجوایشن کی ڈگری لی ۱۹۹۲ء میں انگلینڈ سے آڈیالوجی میں ایم ایس سی کی۔ پاکستان میں اس شعبے میں سپیشلائزیشن کرنے والے ان کے علاوہ صرف دو افراد ہیں اس لحاظ سے ڈاکٹر ضیاء محمود آڈیالوجی میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کرنے والے تیسرے ڈاکٹر ہیں۔ ملنسار طبیعت کی بدولت لوگ انہیں بڑے احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں ڈاکٹر ضیاء محمود مریضوں سے انتہائی شفقت سے پیش آتے ہیں اور مستحق مریضوں کی حتی الوسع مدد بھی کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب سے آڈیالوجی کے بارے میں مختلف حوالوں سے ایک نشست ہوئی۔ ایک سوال پر انہوں نے بتایا کہ عام لوگوں کو ابھی تک اس سبجیکٹ کے بارے میں پتہ ہی نہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے ڈاکٹر بھی آڈیالوجی کے بارے میں مختصر سی معلومات رکھتے ہیں اور کافی ڈاکٹر ایسے بھی ہیں جنہیں اس مضمون کے بارے میں آگاہی نہیں دوسرے ملکوں میں میڈیکل شعبے کے معمولی مضامین کے لئے بھی الگ الگ شعبے بنائے گئے ہیں آڈیالوجی کی یورپی ممالک میں بہت اہمیت ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کی ضرورت تو بہت ہے اہمیت نہیں دی جارہی گورنمنٹ اگر اس جانب توجہ دے تو بہت سے لوگوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ENT کے ڈاکٹر سماعت سے محروم افراد کا علاج موثر انداز میں نہیں کرتے اگر ہر بڑے ہسپتال میں آڈیالوجی کا شعبہ بھی بنا دیا جائے اور عملے اور ڈاکٹروں کی مناسب تعداد کی تربیت کا انتظام حکومتی سطح پر ہو تو سماعت کی بہت سی بیماریوں کی تشخیص اور موثر علاج ممکن ہے۔ ڈاکٹر ضیاء محمود نے بتایا کہ پاکستان میں کوئی ایسا ہسپتال موجود نہیں جہاں آڈیالوجی کا شعبہ موجود ہو جو تین ڈاکٹر اس شعبے کے ماہر ہیں وہ اپنے طور پر کام کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب نے اس سوال پر کہ بہرے پن کی کیا وجوہات ہیں بتایا کہ بہرہ پن کئی وجوہ سے ہو سکتا ہے یہ موروثی مرض بھی ہے اگر خاندان میں ایسا کوئی کیس ہو تو خاندان سے باہر شادی کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

ENT اور آڈیالوجی کے ماہرین میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے میں اگر سماعت سے محرومی کا مرض ظاہر ہو تو چار پانچ سال کی عمر تک آڈیالوجی میں ماہر ڈاکٹر تو اس مرض کی تشخیص کر سکتا ہے اور یہی عمر ہوتی ہے جب اس کا علاج بھی موثر ہو سکتا ہے جبکہ بچہ بڑا ہو جائے تو مرض مستقل بھی رہ سکتا ہے ENT میں ماہر ڈاکٹر ابتدائی چار پانچ سالوں میں نہ تو تشخیص کر سکتا ہے اور نہ ہی علاج اس میں یہ کہا جاتا ہے کہ بچہ جب بڑا ہو جائے تو ان کے پاس لایا جائے اس وقت تک مرض بگڑ چکا ہوتا ہے ڈاکٹر ضیاء محمود کا کہنا ہے کہ بڑے بڑے ہسپتالوں میں آڈلوجی کے شعبے کا قیام ازحد ضروری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مختلف ہسپتالوں سے ایسے مریضوں کو جب علاج کی سہولت میسر نہیں ہو پاتی تو دور دراز سے میرے پاس آتے ہیں اگر کوئی بچہ پیدائشی طور پر بہرہ ہو تو وہ لینگویج نہ سننے کی وجہ سے گونگا بھی ہوتا ہے اس ابتدائی عمر میں ہمارے پاس مختلف ایسے علاج موجود ہیں جو سماعت سے محرومی کو دور کرتے ہیں اور بچہ سن سکتا ہے جب وہ لینگویج سنے گا تو بول بھی سکے گا اس لئے آڈیالوجی کا شعبہ معمولی شعبہ نہیں یہ شعبہ حکومت کی توجہ چاہتا ہے۔

آڈیالوجی کے ماہر ڈاکٹر ضیاء محمود نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ سماعت سے محروم افراد کی تشخیص کا عمل جتنی جلدی ممکن ہو سکتا ہے بہتر ہے جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے مرض بڑھتا ہے اور اس کا علاج وقت گزرنے کا ساتھ ساتھ مشکل ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوشش کی جائے تو جہاں جہاں ENT کے شعبے موجود ہیں ان کے ساتھ ہی آڈیالوجی کا شعبہ بنایا جا سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر سٹاف اور ڈاکٹروں کی تربیت کے لئے انتظامات کرنے ہوں گے۔ ایک مرتبہ یہ سلسلہ چل نکلا تو پھر لوگوں کو اس شعبے کی اہمت کے بارے میں بھی آگاہی ہو جائے گی۔ ڈاکٹر ضیاء محمود نے جو جنرل ہسپتالوں کے آرایل میں ENT سپیشلسٹ ہیں بتایا کہ میں نے اس ہسپتال میں آڈیالوجی کا شعبہ بنانے کی تجویز متعلقہ حکام کو دی ہے اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان اس سلسلے میں مجھ سے ہر قسم کا تعاون کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء محمود نے کہا کہ ماحول کا شور شرابا قوت سماعت کو متاثر کرتا ہے ہمارے ہاں ٹریفک کا نظام کچھ اس قسم کا ہے کہ پریشر ہارن عام استعمال ہوتا ہے اس سے سماعت متاثر ہوتی ہے اسی طرح کارخانوں میں مشینوں کا شور قوت سماعت کم کرتا ہے ماحول کو شور سے پاک کرنے کے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

انہوں نے تجویز دی کہ شہر کی ہر وارڈ میں ڈسپنسری ہونی چاہئے کہ جہاں معمولی امراض کا علاج ہوتا ہو اس طرح شہر کے ہسپتالوں میں مریضوں کا رش کم ہو جائے گا اور بہتر طریقے سے ان کا علاج ممکن ہو گا۔

(ہفت روزہ حرمت ۱۲ تا ۱۸ مئی ۱۹۹۴ء ص ۵۰)

ثناء اللہ بلتستانی

قومی ترانہ قومی پرچم اور قوم

کچھ عرصہ قبل ایک تقریب میں شرکت کا موقعہ ملا۔ تقریب میں چند غیر ملکی مہمان بھی شریک تھے۔ تقریب کے آغاز میں جب قومی ترانہ بجایا گیا تو غیر ملکیوں سمیت اکثر لوگ کھڑے ہو گئے، لیکن کچھ پاکستانی یہ کہہ کر بیٹھے رہے کہ "یہ ترانہ تو ہم روز ہی سنا کرتے ہیں" اور آخر وقت تک انہوں نے قومی ترانے کے لئے احتراما" کھڑے ہونے کی زحمت گوارا نہ کی ان پاکستانیوں کے اس طرز عمل سے اس تقریب میں موجود غیر ملکی مہمانوں کے ذہنوں میں کیا اثر ہوا، یہ ایک الگ بحث ہے، لیکن ان کے اس ناروا فعل سے بہت سے لوگوں کو دکھ پہنچا۔ قومی ترانہ ایک قوم کی آواز اور ان کے جذبات و احساسات کا ترجمان ہوتا ہے۔ ترانہ کسی بھی ملک کا ہو اس کا احترام لازم ہے، اس لحاظ سے مجھے ان غیر ملکیوں کی اس بات پر بہت خوشی ہوئی کہ "اگر آج ہم پاکستان میں ہیں تو پاکستان ہی ہمارا ملک ہے"

میرا مقصد یہ نہیں کہ کون قومی ترانے کے لئے احتراما" کھڑا ہوا اور کون نہیں، بلکہ اس کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ آج کل خود قوم کے ہاتھوں پاکستان کا وقار کس طرح مجروح ہو رہا ہے۔ پاکستانی غیر ملکیوں کے درمیان کس ڈھٹائی سے پاکستان سے متعلق زبان درازی کر رہے ہیں اور کس طرح کچھ لوگ اپنے طرز عمل سے غیر ملکیوں کے دلوں میں بھی دیگر پاکستانیوں کے لئے بھی نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کی ایسی حرکتوں کی وجہ سے کچھ اور نہیں تو غیر ملکی یہ ضرور سوچتے ہوں گے کہ پاکستانی مردہ ضمیر لوگ ہیں، جن کو اپنے ترانے کے احترام کا کچھ خیال ہے اور نہ ہی پرچم کا۔

قومی پرچم اور ترانہ قوم میں اتحاد، جذبہ حب الوطنی اور یکجہتی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ جنگوں میں پرچم کی خاطر تن من دھن قربان کر دیتے تھے، لیکن پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیتے تھے۔ آج کل دیکھا جائے تو مختلف قومی تقریبات کے موقع پر بھی قومی پرچم کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں لیکن اگر تقریب کے بعد دیکھا جائے تو راستوں میں جگہ جگہ سبز ہلالی جھنڈیاں یوں بکھری ہوئی ہوتی ہیں جس طرح خزاں کے موسم میں درختوں کے زرد پتے اور لوگ انہی سبز ہلالی چھوٹے چھوٹے پرچموں کو قدموں تلے روندتے ہوئے جا رہے ہوتے ہیں۔

مختلف عمارتوں پر بھی قومی پرچم کئی کئی ماہ مسلسل دن رات لگے رہنے کی وجہ سے گندے ہو چکے ہوتے ہیں، بعض پھٹ بھی چکے ہوتے ہیں، لیکن کسی کو احساس تک نہیں ہوتا کہ اس طرح قومی پرچم کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اس لئے مختلف قومی دنوں کے علاوہ قومی پرچم کو عمارتوں پر لگانا بھی نہیں چاہئے۔ اور ان دنوں میں بھی شام سے پہلے اتار لینا چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ ریڈیو ٹی وی اور تعلیمی اداروں میں بھی قومی ترانے اور قومی پرچم کی اہمیت اور احترام سے متعلق وقتاً فوقتاً طلباء اور قوم کو بتاتے رہنا چاہئے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جس جھنڈے تلے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے جمع ہو کر آزادی حاصل کی، آج اسی جھنڈے کو قدموں تلے روندا جا رہا ہے۔ آج ہمارا ترانہ جسے سن کر دل میں حب الوطنی کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتا تھا، اب ہندوستانی فلمی گیتوں کی آواز میں گم ہو رہا ہے۔

آگ تھے ابتدا پہ ہم، خاک ہوئے انتہا پہ ہم

(روزنامہ خبریں۔ ۲۰ اپریل ۱۹۹۴ء)

بقیہ صفحہ ۴

غیر ملکی طاقتوں نے بھی اس آگ کو بھڑکانے اور تیز تر کرنے میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کردار ادا کیا ہے اور حکومت اس صورتحال کو روکنے میں کامیاب نہیں رہی۔ ایک ہمسایہ ملک کی خفیہ ایجنسی بھی فرقہ واریت کی آگ کو ایندھن فراہم کرنے کا باعث بن رہی ہے لیکن اگر ہم خود غیروں کے آلہ کار بننے پر آمادہ نہ ہوں تو دشمن کی سازشیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ بدقسمتی سے حکومت بھی فرقہ وارایت کے زہر کو جسد قومی میں سرایت کرنے سے باز رکھنے کے لئے کوئی موثر تدبیر اختیار نہیں کر سکی۔ موجودہ صورتحال کا نتیجہ یہ ہے کہ

ہماری نوجوان نسل نہ صرف اہل مذہب سے بلکہ نفس مذہب ہی سے دور ہوتی جارہی ہے۔ پاکستانی قوم کو رک کر ٹھنڈے دل و دماغ سے اس سوال پر غور کرنا چاہئے کہ فرقہ واریت کی اس آگ کو روکنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ محرم الحرام کا مہینہ آرہا ہے اور سارا ملک خائف ہے کہ اس موقع پر کیا ہو گا اور کہیں ہمارا خرمن امن خاکستر تو نہیں ہو جائے گا۔ ہم کیسی زیاں کار قوم ہیں کہ اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ہمارے اہل مذہب، اہل دانش اور ارباب حکومت کا فرض ہے کہ درپیش صورتحال کی سنگینی کا احساس کریں اور تباہی کے گڑھے کے کنارے پر جس طرح ہم آکر کھڑے ہو گئے ہیں اس سے پیچھے ہٹ جائیں ورنہ ہمیں تباہ کرنے کے لئے کسی بیرونی دشمن کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اور! ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل سے وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ربوہ

مسل نمبر ۲۹۴۹۷

میں عبدالصمد ولد محمد عبدالسمیع صاحب قوم پاکستانی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱-۲۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۲۹۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالصمد ۴۰۱ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱ رانا مبارک احمد وصیت نمبر ۱۹۴۷۳ گواہ شد نمبر۲ رانا منظور احمد ۲۶ النور ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

دِل کی امراض

درد دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض کا فوری علاج

ہارٹ کیوریٹو سمیل

HEART CURATIVE SMELL

کے سونگھنے سے کیا جاسکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ

HEART CURATIVE SMELL

سونگھنے کیلئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر مقوی دل خوشبو HEART TONIC SMELL کے مثبت POSITIVE اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اسی غرض کیلئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔

میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار کرنے والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ (WITH MONEY RACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔

قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی سیمپل۔ ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے

ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)

روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا خوبصورت پرس 150 روپے میں دستیاب ہے۔

لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔

موجد: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

آر ایم پی - ایم اے۔ ایل ایل بی - فاضل عربی۔

مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ

بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

پیشکش: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ - پاکستان

فون ہیلز 211283، آفس 771، کلینک 606

مسل نمبر ۲۹۴۹۸

میں عبدالاعلیٰ ولد محمد عبدالسمیع صاحب قوم پاکستانی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۴۰۱ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱-۲۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۹۲۳ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالاعلیٰ ۴۰۱ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱ رانا مبارک احمد وصیت نمبر ۱۹۴۷۳ گواہ شد نمبر۲ رانا منظور احمد ۲۶ النور ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر ۲۹۴۹۹

میں عبداللطیف شاد ولد عبدالخالق شاد قوم بھوپالی پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن پارک مغل پورہ لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۴-۲-۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبداللطیف شاد مکان نمبر L-۶۱ گلی نمبر ۱۷ امین بازار گلشن پارک مغل پورہ لاہور گواہ شد نمبر۱ عبدالخالق شاد والد موصی گواہ شد نمبر۲ منصور احمد بیت النور گلشن پارک مغل پورہ لاہور۔

مسل نمبر ۲۹۵۰۰

میں اظہر احمد ولد مبارک احمد ظفر قوم جھمٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۳-۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد اظہر احمد ساکن ترگڑی p.o خاص ضلع گوجرانوالہ گواہ شد نمبر۱ مبارک احمد ظفر وصیت نمبر ۱۷۴۱۱ والد موصی گواہ شد نمبر۲ عبدالمجید بھٹی وصیت نمبر ۲۶۸۴۶۔

مسل نمبر ۲۹۵۰۱

میں ملک کامران منصور ولد ملک منصور احمد صاحب قوم ملک پیشہ طالب علم عمر ساڑھے سولہ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ اسلام آباد گلی نمبر ۱۰ فاطمہ منزل گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد کامران منصور محلہ اسلام آباد گلی نمبر ۱۰ فاطمہ منزل گوجرانوالہ گواہ شد نمبر۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر۲ ملک جواد احمد وصیت نمبر ۲۷۸۷۴۔

مسل نمبر ۲۹۵۰۲

میں ملک عمران احمد ولد ملک طاہر احمد صاحب قوم ملک پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ اسلام آباد کالج روڈ گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۳-۱۰-۲۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک عمران احمد محلہ اسلام آباد گلی نمبر ۱۳ اکرم لاج کالج روڈ گوجرانوالہ گواہ شد نمبر۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر۲ عبدالقادر بھٹی وصیت نمبر ۱۷۵۶۷۔

مسل نمبر ۲۹۵۰۳

میں ملک فرحان احمد ولد ملک طاہر احمد قوم ملک پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۳-۱۱-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک فرحان احمد محلہ اسلام آباد گلی نمبر ۱۳ اکرم لاج کالج روڈ گوجرانوالہ گواہ شد نمبر۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر۲ عبدالقادر بھٹی وصیت نمبر ۱۷۵۶۷۔

درخواست دعا

○ مکرم عزیز احمد عزیز لانڈری گولبازار کی صحت یرقان اور بخار کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی ہے۔

○ مکرم سید عبدالحفیظ شاہ صاحب جڑانوالہ کو حادثہ میں چوٹیں آئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بازو کا کامیاب آپریشن سی ایم ایچ لاہور میں ہوا تھا۔ اب دائیں ٹانگ کا اپریشن بھی ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

بقیہ صفحہ ۵

گھروں سے بے گھر ہو چکے ہیں۔ خمیر روج نے کئی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور سرکاری فوجیں ان کے زیر قبضہ علاقوں کے گرد گھیرا ڈال رہی ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ عام آدمی کی زندگی تلخ ہو رہی ہے۔ برسات کی آمد قریب ہے اور اس ملک میں ہند چینی کے دیگر ممالک کی طرح شدید بارشیں ہوتی ہیں ایسی صورت حال میں ۶۰ ہزار افراد جو اس وقت کھلے آسمان تلے ہیں کیسے گزارہ کریں گے؟

ربوہ میں لوڈشیڈنگ

کا تازہ شیڈول

صبح ۳ بجے تا ۵ بجے

صبح ساڑھے آٹھ تا ۹ بجے

شام ۶ بجے تا ۷ بجے

رات ساڑھے نو تا ساڑھے دس

رات ساڑھے گیارہ تا بارہ

خبریں

ربوہ : 17- مئی-1994ء
گرمی بڑھ رہی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی کابینہ کے خصوصی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہفتہ میں دو دن تعطیلات کی جائیں کام کے اوقات صبح ۹ بجے سے پانچ بجے شام تک ہوں گے۔ اس فیصلے کا اطلاق تمام وفاقی اور صوبائی دفاتر پر اور تعلیمی اداروں پر ہو گا۔ کھانے اور نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ ہوا کرے گا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ گوشت کا ناغہ صرف ایک دن سوموار کو ہوا کرے گا۔ ۱۵۔ اپریل سے گھڑیاں ایک گھنٹہ آگے اور ۱۵۔ اکتوبر کو ایک گھنٹہ پیچھے کر دی جائیں گی۔

○ سندھ میں امن و امان کے لئے آپریشن جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ کابینہ کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا اس اجلاس میں مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی۔ گنے اور کپاس کی امدادی قیمتیں مقرر کرنے اور واپڈا ایکٹ میں ترمیم اور دیگر معاملات بھی زیر غور آئے۔ اجلاس میں واپڈا کی نج کاری سے متعلق ترمیم بھی منظور کر لی گئی۔

○ بلدیہ عظمیٰ لاہور اور ایل ڈی اے کے ۳۵۰۔ اہلکاروں نے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی رہائش گاہ سے باہر تجاوزات گرا دیں۔ مسمار کئے گئے بلاک میں ۱۲۔ کوارٹرز۔ ۶۔ گیراج۔ اور ۱۳۔ دفاتر کے علاوہ نواز شریف کی رہائش گاہ کے باہر لگے جنگلے بھی شامل ہیں۔

○ مینگورہ میں نفاذ شریعت کے سلسلے میں نکالے گئے احتجاجی جلوس اور فرنٹیر کانسٹیبلری میں تصادم کے نتیجہ میں گیارہ افراد جاں بحق ہو گئے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں فرنٹیر کانسٹیبلری کے تین اہلکار زخمی ہو گئے۔

○ سابق وزیر اعظم و قائد حزب اختلاف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے۔ کارکن صبر سے کام لیں۔ ہم مقابلہ سیاست کے میدان میں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ قائد حزب اختلاف کے لئے حفاظتی انتظامات کا جس انداز میں خاتمہ کیا گیا وہ حکمرانوں کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔

○ سینیٹر پیر سید برکات احمد شاہ انتقال کر گئے۔ آپ آستانہ عالیہ جلال پور شریف ضلع جہلم کے سجادہ نشین تھے۔ آپ جمیعت علمائے پاکستان (نیازی) گروپ پنجاب کے صدر تھے اور سابق صوبائی وزیر بھی رہے تھے۔

○ سپریم کورٹ کے فل بینچ نے مرتضیٰ بھٹو کی آئینی درخواست سماعت کے لئے منظور کر لی ہے۔

○ سپیکر سرحد اسمبلی کے خلاف تحریک عدم اعتماد پر ووٹنگ جمعرات کو ہو گی۔ صبح دونوں منتخب ارکان حلف اٹھائیں گے اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہو گا۔ شام کے اجلاس میں سپیکر کے خلاف تحریک عدم اعتماد پر ووٹنگ ہو گی۔ گورنر سرحد نے دونوں اجلاسوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری کر دئے ہیں۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے چاروں صوبوں کو اعتماد میں لینا اشد ضروری ہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں عملی اقدامات کرنے چاہئیں

○ بجلی و پانی کے وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے بتایا کہ وہ کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر حمایت حاصل کرنے کے لئے جلد سیاست دانوں سے ملاقات کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت غازی بروتھا ڈیم شروع کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اور کالا باغ ڈیم کے لئے بھی عملی اقدام کرنے کے لئے سنجیدہ ہے۔

○ پشاور ہائی کورٹ نے سابق حکومت کی طرف سے گدون امازئی انڈسٹریل سٹیٹ کی مراعات واپس لینے کے خلاف ایک جیسی ۶۵۔ رٹ درخواستیں مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت مناسب وجوہ پر اپنا کوئی بھی پیکیج واپس لے سکتی ہے۔

○ سرگودھا میں دو علماء کے مبینہ قاتل نے امام بارگاہ میں بم دھماکے کا اعتراف کر لیا۔ بتایا گیا ہے کہ ملزم کا حرکۃ الانصار سے تعلق ہے۔ اور اس کی نشان دہی پر کئی افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

○ بھارتی وزیر اعظم نرسیمہاراؤ ایک ہفتہ کے دورہ پر نیویارک پہنچ چکے ہیں۔ وہ جمعرات کو صدر کلنٹن سے ملیں گے اور مختلف امور پر تبادلہ خیالات کریں گے۔

○ منشیات کی سمگلنگ کے الزام میں مطلوب قومی اسمبلی کے سابق رکن حاجی ایوب آفریدی کی گرفتاری کی کوششیں پھر شروع کر دی گئی ہیں۔ گذشتہ نواز دور میں وہ سزا ملنے کے باوجود آزاد پھرتے رہے تھے۔

○ وزیر اعظم بھارت نرسیمہاراؤ نے مقبوضہ کشمیر کے گورنر کو تبدیل کرنے کی تجویز مسترد کر دی ہے اور وادی کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے گورنر مقبوضہ کشمیر کو مزید تین ماہ کی مہلت دے دی گئی ہے۔ یہ تجویز کانگریس اور نیشنل کانفرنس نے پیش کی تھی۔

○ بی۔ بی۔ سی۔ کے مطابق بجٹ ۹۴ء بناتے وقت حکومت پاکستان کو بعض ناپسندیدہ فیصلے بھی کرنے پڑیں گے۔